لطیفہ ۱۷

آداب صحبت وزیارت مشائخ وقبور وجبین سائی

(دربیان آداب صحبت وزیارت مشائخ وقبور ایشان وکیفیت وضع جبہ بین یدی الشیوخ)

قال الاشرف:

رویة المشائخ عبادة لوفات هذه العبادة لیس لها وقت القضاءِ

(حضرت اشرف (جہانگیر) فرماتے ہیں کہ مشائخ کا دیدار ایک ایسی عبادت ہے کہ اگر وہ فوت ہوجائے تو اس عبادت کی قضا ادا کرنے کا وقت نہیں ہے)

دیدار مشائخ کے فوائد

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ کہ فرائض وواجبات کی ادائیگی کے بعد اصحابِ طلب کے لئے یہ بہت اہم اور ضروری ہے کہ مشائخ روزگار اور مردان نامدار کی خدمت میں اپنی عمر گراں مایہ کو صرف کرے اس لئے کہ اُن کی ایک ملاقات سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہے بہت سے چلّوں (اربعین) اور زبردست مجاہدوں سے بھی حاصل نہیں ہوتا۔ خاص طور پر اپنے پیرومرشد کی کی نگاہِ لطف وکرم مُریدکیلئے اکسیرِ دولت ہے، نہ معلوم کس وقت مُرید اُن کی نگاہ کی اکسیر سے کندن ہوکر صاحبِ اسرار بن جائے۔

شعر

انچہ زرمیشوداز پرتو آں قلب سیاہ
کیمیائیست کہ درصحبت درویشاں است

ترجمہ:۔ درویشوں کی صحبت ایسی کیمیا ہے کہ جس کے پرتو سے تاریک دل سونا بن جاتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ حضرت سلطان المشائخ (خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ) پالکی میں سوار کہیں تشریف لے جارہے تھے ایک جگہ آپ کو بہت زیادہ بھیڑ نظر آئی۔ آپ نے اپنے خادموں سے دریافت کیا کہ یہ کیسی بھیڑ لگی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہاں ایک درویش تشریف رکھتے ہیں۔ ان کے پاس اُن کے معتقدین کا یہ ہجوم لگا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا محافہ اس درویش کے پاس لے چلو تاکہ میں بھی شرف ملاقات حاصل کرلوں۔ جب آپ کی پالکی درویش کے قریب پہنچی تو آپ نے کچھ دیر تک درویش پر نظر کی پھر فرمایا کہ پالکی یہاں سے واپس لے چلو، چنانچہ پالکی وہاں سے واپس لیجائی گئی۔ جب کچھ راستہ طے ہوگیا تو آپ کے اصحاب واحباب نے دریافت کیا کہ آپ (بغیر ملاقات کے) واپس کیوں ہوگئے حضرت نے اس استفسار کے جواب میں فرمایا کہ درویش سے ملاقات کا مقصود اس کی نعمت کا معلوم کرنا تھا کہ وہ کس دولت ونسبت کا مالک ہے۔ جب اُسکو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کے پاس کوئی نعمت نہیں ہے بلکہ ایک درویش کی نظر اس کے پردۂ بینی پر پڑ گئی تھی جس کے باعث اسکو یہ جمعیت حاصل ہوگئی (اتنی مخلوق اس کے پاس جمع ہے) مجھے امید ہے کہ اس نظر کی برکت سے سعادتِ ابدی اور دولتِ سرمدی بھی اسکو مل جائے گی۔

http://Ashrafi.org

قطعہ

سرفرازان رابہبین کاندر زمان — می دہنداز یک نظر ہردو جہان

خیمۂ گردون بپا آوروہ اند — ازطناب ہمت دریا دلان

شمع خورشید جہان میرد بدم — گر درفشد ذرہ ازنور شان

ترجمہ:۔ان سرفراز بندوں کو دیکھو کہ وہ ایک نظر سے دونوں جہان کی دولت عطا فرما دیتے ہیں، یہی وہ حضرات ہیں کہ خیمۂ گردوں انہی دریا دل حضرات کی ہمت کی طنابوں سے قائم ہے۔ آفتابِ جہاں کی روشنی بھی ماند پڑ جاتی ہے اگر ان کے نور کا ایک ذرہ بھی چمکتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا: منقول ہے کہ ایک قاتل کو قتل کی سزا میں سولی پر چڑھایا گیا، اُسی رات میں کسی بزرگ نے اسکو خواب میں دیکھا کہ وہی قاتل بہشت کے باغوں میں سیر کر رہا ہے اور جنت میں ہر طرح کی نعمتیں اسکو میسّر ہیں، اس قاتل سے ان بزرگ نے دریافت کیا کہ تو دنیا میں ایک بہت بڑا قاتل تھا، آخرت میں یہ مرتبہ تجھ کو کس طرح حاصل ہو گیا اس نے جواب دیا کہ جب مجھے پھانسی پر چڑھایا گیا تو حضرت حبیب عجمی قدس اللہ سرہٗ ادھر سے گذر رہے تھے انہوں نے نظرِ شفقت سے مجھے دیکھا تھا اور میرے لئے دعا فرمائی تھی، حق تعالیٰ نے اُن کے دیدار کی برکت سے مجھے یہ مرتبہ عطا کیا ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد کیا کہ جس نے بہت سے مشائخ کی زیارت کی ہے وہ اتنا ہی افضل و برتر ہے اُس شخص سے جس نے کم مشائخ کا دیدار کیا ہے۔ گروہ صوفیہ میں دیدار مشائخ کے سلسلے میں اسی طرح مجھے یہ اعزاز حاصل ہے

منقول ہے کہ شیخ ابوالحسنؒ نے جو نیشاپور کے مشائخ متاخرین میں سے تھے وہ نیشاپور کے مشائخ کے دیدار سے بہت بہرہ ور تھے، انہوں نے شیخ ابوعثمان حیری اور شیخ محفوظ کی نیشاپور میں زیارت کی اور سمرقند میں محمد فضیل بلخیؒ بلخ میں محمد فاضلؒ جرجان میں علیؒ میں ابو یوسف بن ابوالحسن، بغداد میں جنیدؒ و شیخ رویمؒ و سمنونؒ ابن عطا و حریری شام میں طاہر مقدسی و ابن جلا و ابوعمرو مشقی، مصر میں ابوبکر وراق و ابوعلی رودباری کی صحبت پائی اور اسی طرح کے دوسرے بہت سے مشائخ کی انہوں نے زیارت کی اور اُن سے بہت سی احادیث نقل کیں۔ ایک روز شیخ عبداللہ خفیف اور شیخ ابوالحسن ایک تنگ پُل سے جب گزرنے لگے تو عبداللہ خفیف نے اُن سے کہا کہ تم پہلے آگے چلو، ابوالحسن نے کہا کہ مجھ میں ایسی کون سی فضیلت ہے کہ آپ کے آگے چلوں، انہوں نے فرمایا کہ آپ نے سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی کو دیکھا ہے اور میں نے نہیں دیکھا حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ شیخ الاسلام کا ارشاد ہے کہ اس طائفہ صوفیہ کے لئے سب سے عظیم نسبت مشائخ کا دیدار اوران کی صحبت ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ پیروں کا دیدار صوفیہ کے فرائض میں سے ہے کہ مشائخ اور پیروں کے دیدار سے وہ کچھ حاصل ہوتا ہے جو اور کسی چیز سے حاصل نہیں ہوسکتا۔

حدیث قدسی میں وارد ہے:

مرضت فلم تعدنی سألت لم تجبنی۔ — میں بیمار ہوا تو نے عیادت نہیں کی۔ میں نے سوال کیا تو نے جواب نہیں دیا۔

شیخ الاسلام کا بھی ارشاد یہی ہے کہ بارگاہ الٰہی میں عرض کیا الٰہی! یہ کیا ہے جو تو نے اپنے دوستوں کو مرتبہ دیا ہے کہ جس نے ان لوگوں کو پالیا اس نے تجھے پالیا اور جس نے ان لوگوں کو نہیں پہچانا اُس نے تجھ کو نہیں پہچانا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَتَراهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَايُبْصِرُوْنَ ؕ اور تو اُن کو دیکھتا ہے جو تیری طرف نظر کرتے ہیں لیکن وہ تجھ کو نہیں دیکھتے۔

لیکن یہ بات جوانمردوں سے تعلق رکھتی ہے جوانمرد کو چاہیئے کہ جوانمرد کو دیکھے جس نے جوانمرد کو دیکھا گویا اس نے حق کو دیکھ لیا اس لئے کہ حق اس کے ساتھ ہے۔

(شیخ الاسلام فرماتے ہیں) قصہ سرمد حق، کبھی کبھی ایک غلام کو ایک غلام کے ہاتھ سے یکا یک مل جاتا ہے، خود کو اس غلام کے بہانے سے لوگوں کی نگاہوں میں جلوہ آرا کرتا ہے تا کہ آنکھیں اُس کے دیدار سے آسودہ ہوں، لیکن جب یہ حقیقت رخصت ہو جاتی ہے تو پھر وہ غلامی میں آجاتا ہے اور اگر وہ حقیقت میں آزاد ہو گیا ہے تو پھر وہ غلامی میں واپس نہیں آتا اور یہ مناسب ہی ہے کہ غلامی کا فتنہ غلامی ہی سے پیدا ہوتا ہے اسطرح ایک حقیقت سے ہزاروں بہانے پیدا ہوتے ہیں جب بہانہ ختم ہو گیا تو حقیقت جلوہ نما ہوگئی۔ ہاں اس کام کو کون انجام دے سکتا ہے، یہ تو انسان کے بس کا کام نہیں۔ ایک کی نظر بہانے پر ہے اور ایک کی نظر حقیقت کار پر ہے۔ ایسے شخص کی نظر میں بہانے کی کیا حقیقت۔

قطعہ

صورت درویش را کردہ حجاب	حق فرد آید بمعنے درنقاب
دیدگان معنی بدیداز صورتش	دیدہ حق واللہ اعلم بالصّواب

ترجمہ:۔ صورت درویش کو تو ایک پردہ بنالیا ہے، حق تو درحقیقت اس نقاب اور پردہ میں ہے وہی اس کا نظارہ کر سکتا ہے جس نے صورت میں معنیٰ (حق) کو تلاش کیا پس اس نے حق کو دیکھ لیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کہا گیا ہے کہ حضراتِ صوفیا میں زیارت مشائخ ایک بڑی نسبت ہے اور ایک بلند مقام ہے کہ کسی شخص کے بارے میں یہ کہا جائے کہ فلاں صاحب نے فلاں مرشد محترم کی زیارت کی ہے یا فلاں شیخ کی صحبت سے بہرہ اندوز ہوا ہے۔ پس دیدار مشائخ کو بہت غنیمت سمجھنا چاہیئے کہ پیروں کے دیدار کا موقعہ اگر ہاتھ سے نکل گیا تو پھر اسکو نہیں پا سکتا۔ حضرت شیخ الاسلام فرماتے تھے کہ فنِ حدیث اور دوسرے علوم دینیہ میں میرے شیوخ بہت ہیں لیکن تصوف و حقیقت میں میرے شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اگر میں اُن کے دیدار سے مشرف نہ ہوتا اور ان کی ارادت کا شرف نہ پاتا تو میں حقیقت کو نہیں جان سکتا تھا۔ نفس اور حقیقت میں آویزش ہوتی رہتی۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ ہر چند کوئی شخص گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہو اور صغیرہ گناہوں سے بھی نہ بچتا ہو

http://Ashrafi.org

اگر کسی درویش کی نظر کیمیا اثر اس پر پڑ جائے تو بہت جلد اسکو مناہی و معاصی کے گرداب سے نکال کر انابت و توبہ کے ساحل پر وہ شیخ پہنچا دے گا۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے تقریباً ان الفاظ میں یہ واقعہ بیان فرمایا:۔

شیخ عیسیٰ میاد یمنی ایک بازاری عورت کے پاس سے گذرے، آپ نے اس فاحشہ عورت سے فرمایا کہ میں عشاء کی نماز کے بعد تیرے پاس آؤنگا۔ یہ سنکر وہ بہت خوش ہوئی اور خود کو خوب بنایا سنوارا اور لباس فاخرہ پہنکر بیٹھ گئی نماز عشاء کے بعد شیخ اس کے یہاں پہنچے اور اس کے گھر میں دو رکعت نماز ادا فرما کر باہر نکل آئے، اُسی وقت اُس فاحشہ کی حالت دگرگوں ہوگئی، آلات فسق توڑ پھوڑ کر آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور سارا مال و متاع خیرات کر دیا۔ شیخ نے اُس خاتون کا نکاح اپنے ایک مُرید سے کر دیا اور اس درویش سے کہا کہ اس نکاح کی دعوت ولیمہ کرو اور اس میں عصیدہ پکاؤ اور اس کیلئے روغن خریدو، وہاں کے ایک رئیس کو جو اس خاتون کی طرف مائل تھا یہ قصہ سنکر بہت تعجب ہوا۔

بیت

فتادہ کشتی اندر بحر عصیان

کہ بیرونش کند جز لطف یزدان

ترجمہ:۔ وہ کشتی جو بحرِ عصیان میں ڈانواں ڈول ہو رہی ہے اسکو خدا کی مہربانی کے سوا کون ساحل سے لگا سکتا ہے۔ اور جب یہ معلوم ہوا کہ اسے ایک درویش کے نکاح میں دے دیا گیا ہے لیکن ولیمے کے عصیدہ کی تیاری کے لئے روغن نہیں ہے تو امیر نے ازراہِ تمسخر دو بوتلیں شراب سے بھری ہوئی شیخ کے پاس بھیجدیں اور کہلا بھیجا کہ مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی اور میں یہ دو بوتل روغن بھیج رہا ہوں اسکو عصیدہ میں ڈال کر کھائیں۔ جب امیر کا فرستادہ پہنچا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آنے میں بہت دیر کردی، پھر ان دونوں بوتلوں میں جو کچھ تھا عصیدہ میں ڈال دیا اور فرستادہ سے فرمایا بیٹھو اور کھاؤ، عصیدہ میں پڑا ہوا روغن اسقدر لذیذ تھا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں کھایا تھا۔ امیر کو جب اس کرامت کی خبر ہوئی تو امیر بھی شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن کے ہاتھ پر توبہ کی۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ شیخ کے مریدوں اور اصحاب میں باہمدگر اسقدر اخلاص و اتحاد ہونا چاہیئے کہ اسباب اور دوسرے ساز و سامان میں من و تو کا معاملہ پیدا نہ ہو کہ ایک کہے یہ پاپوش میری اور دوسرا کہے کہ میری ہے تو یہ یگانگت اور خصوصیت کے خلاف بات ہوگی بلکہ کسی کو بھی ملکیت کا مدعی نہیں ہونا چاہیئے کہ بے ملک ہونا ہی ان حضرات (صوفیہ) کی صفت ہے۔ ان کا ایک مالک ہے جس کے یہ سب مملوک ہیں اور مالک اپنی ملک میں جسطرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے

قطعہ

چند چیز از روئے انصاف ای عزیز — شرط باشد درمیان دوستان

اولاً تقدیم کام شان بہ دہ — برمراد خویشتن توفرض دان

ثانی آن کز دشمنان این گروہ — دور باش ازنزد ایشان درجہان

ثالث آن باشد کہ اندریک دگر — آن تو وآن مانبود روان

ترجمہ:۔ اے عزیز! دوستوں کے درمیان از روئے انصاف چند چیزوں کا ہونا بہت ضروری ہے اور شرط دوستی

ہے اوّل یہ کہ ان کے کاموں کا انجام وہی اپنے کاموں پر مقدم سمجھنا، دوسرے یہ کہ جو لوگ ان درویشوں کے مخالف ہیں اُن سے دور ہی دور رہنا، تیسرے یہ کہ آپس میں یہ چیز میری ہے اور وہ چیز تیری ہے کا فرق اور دعویٰ ہونا چاہیئے۔ ملک میں ''من تو،، باقی نہیں رہنا چاہیئے۔

ارادت کیا ہے؟

حضرت اشرف جہانگیر نے فرمایا **الارادت ھو توفیق الارادۃ علے مراد اصحابہ.**

ترجمہ:۔ ارادت کے معنی ہی اپنے ارادے کو دوستوں کی مراد کے موافق کر لینا۔

یہاں یہ بات واضح ہونا چاہیئے کہ شیخ و مرید کی سیرت اور آداب کا ذکر کلی سابقہ لطیفہ میں بیان ہو چکا ہے، یہاں ہم اصحاب طریقت اور طالبان سلوک کے تمام آداب بیان کرتے ہیں اور یہ تمام آداب بطور ایجاز صرف اس ایک بات میں مُندرج و متضمن ہیں کہ طالبِ صادق کو چاہیئے کہ اپنی مراد سے اپنے اصحاب کی مراد کو مقدم رکھے اور اپنی ارادت کے حقوق سے جزوی اور کلی طور پر عہدہ برآں ہو۔

مثنوی

برمراد ان کو نہادہ پائی نیست — بر بساط قرب اوراجائی نیست
بلکہ برخود پائی نہ ای ہوشیار — تانہی پابرسریر وصل یار

ترجمہ: جس نے مرادوں پر پیر نہیں رکھا ہے، بساط قرب پر اسکی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اے ہوشیار! اپنے اوپر پیر رکھ، تاکہ وصال یار کے تخت پر تو پیر رکھ سکے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے مرشد، استاد اور والدین کی جانب بغیر وضو نظر نہ کرے۔ اسیطرح آسمان کی طرف بھی بغیر وضو نہیں دیکھنا چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ اپنے بڑوں کے سامنے گفتگو بہت کم کرے، دائیں بائیں نہ دیکھے۔ جب تک اُن کی مجلس میں حاضر رہے ایک جگہ جم کر بیٹھے اور پیر و مرشد کھڑے ہوں تو خود بھی کھڑا ہو جائے۔ گفتگو میں پہل نہ کرے، اسی طرح چلنے میں بھی پیشقدمی نہ کرے، جہاں تک ممکن ہو پیر کے آستانہ پر بغیر وضو کے حاضر نہ ہو۔ جب اندر داخل ہونے لگے تو آستانہ (دہلیز) کو بوسہ دینا اپنا اوپر لازم سمجھے، پیر و مرشد کے سامنے نوافل بھی ادا نہ کرے۔ اسی طرح دوسرے اوراد و وظائف بھی اُس وقت نہ پڑھے کہ پیر کے دیدار سے ان میں سے کوئی شئے بھی بالاتر نہیں ہے۔ مُرشد کا دیدار اُن سب سے بالاتر ہے۔

قطعہ

اگر باشد نظر برقامت شیخ — نمازی گرگزارد سہو باشد
نمازی مقتدی عشق آنست — کہ در محراب ابرو محو باشد

ترجمہ: اگر مُرید کی نظر قامت شیخ پر ہے تو اس وقت وہ اگر (نفلی) نماز ادا کرے گا تو یہ بھی بھول ہوگی کہ مقتدیٔ عشق کی نماز تو بس یہی ہے کہ وہ محراب ابرد کے دیدار میں محو رہے۔

مرشد کے سامنے جاء نماز بھی نہیں بچھانا چاہیئے۔ اگر اس بات کا یقین ہے کہ وقت مقررہ کا کوئی وظیفہ

http://Ashrafi.org

فوت ہوجائے گا اور کوئی دوسری جگہ ایسی نہیں ہے کہ مصلّٰے بچھایا جائے تو شیخ کے عقب میں جاکر اسکو ادا کرے۔ حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ افتراش سجّادہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو سجّادۂ نماز ہے، دوسرے وہ سجّادہ ہے کہ جس پر ہمیشہ بیٹھا جاتا ہے اس پر بیٹھنا بھی بغیر مرشد کی اجازت کے درست نہیں ہے۔ بعض مشائخ چوکور نہالچہ بیٹھنے کے لئے بنالیتے ہیں اور اس پر بیٹھتے ہیں یہ بھی رعونت سے خالی نہیں ہے لیکن اکثر بزرگ ایسا کرتے ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبرا تو زری کے سجّادہ پر اکثر جلوس فرمایا کرتے تھے، منقول ہے کہ حضرت شیخ برہان الدین غریبؒ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی کی اجازت کے بغیر سجّادہ پر بیٹھا کرتے تھے، جب یہ بات حضرت سلطان المشائخ نے سنی تو آپ نے اسکو پسند نہیں فرمایا اور شیخ برہان الدین غریب سے آپ ناراض ہوگئے، انہوں نے ہر چند عذر خواہی کی لیکن آپ کی ناگواری دور نہیں ہوئی یہاں تک کہ شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ سرہٗ نے آپ کی سفارش کی تب آپ نے معاف کیا۔

قطعہ

خطائ گررود از دست درویش	صواب آنست کہ آرد پای مردی
چو مجد الدین بہ نجم الدین کبریٰ	بیارد پائ مردی پائ مردی

ترجمہ:۔ اگر کسی درویش سے کوئی خطا سرزد ہوجائے تو درست طریقہ یہی ہے کہ اس کی معافی کا خواستگار ہو جس طرح شیخ مجد الدین سے جب شیخ نجم الدین کبریٰ کے حضور میں ایک غلطی سرزد ہوئی تو انہوں نے جوانمردی سے کام لیتے ہوئے آپ سے معافی مانگی۔

شیخ کی طرف پیٹھ نہ کرے

حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ جہاں تک ممکن ہو شیخ کی طرف پیٹھ کرتے سے گریز کرے۔ اگر فاصلہ بہت زیادہ ہو تو پھر کچھ مضائقہ نہیں ہے البتہ جب قریب ہو تو اسکو ملحوظ رکھے، مرید مرشد کے حضور میں جس قدر بھی عاجزی اور فروتنی کا اظہار کرے گا اسی قدر اس کی راہ (سلوک وطریقت) میں ترقی ہوگی اور شیخ کی خدمت میں جس قدر عجز وانکسار کرے گا وہ اس کے عروج کا باعث ہوگا۔

منقول ہے کہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر کہیں تشریف لے جارہے تھے، راستہ میں ایک مرید سے آپ کا سامنا ہوا۔ وہ مرید فوراً گھوڑے سے نیچے اتر پڑا اور شیخ (جو خود بھی گھوڑے پر سوار تھے) کے زانو کو بوسہ دیا۔ شیخ نے فرمایا اور نیچے، اس نے اور نیچے آپ کی پنڈلی کو بوسہ دیا، شیخ نے فرمایا اور نیچے، اس نے اور نیچے بوسہ دیا، لیکن شیخ یہی فرماتے رہے اور نیچے، اور نیچے، یہاں تک کہ اُس مرید نے گھوڑے کے سُم کو بوسہ دیا۔ تب حضرت شیخ نے فرمایا تم کو معلوم ہے کہ ہم نے تم کو اسقدر نیچے بوسہ دینے کا حکم کیوں دیا؟ مرید نے کہا حضرت شیخ اس بات کو زیادہ جانتے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا اس منزل پر ہم تمہارا عروج ملاحظہ فرما رہے تھے

قطعہ

مریدان را تنزل پیش پیران بہرنوعی کہ شدمعراج باشد
رود ہرچند لؤلؤ درتگ بحر برآید برسرو برتاج باشد

ترجمہ:۔ مریدوں کا شیخ کے حضور میں عجز و انکسار جس قدر بھی ہوتا ہے وہ اُن کے عروج کا سبب ہوتا ہے دیکھو! موتی سمندر کی تہہ میں چلا جاتا ہے اور جب نکلتا ہے تو یہ عروج ملتا ہے کہ تاج اور سر کی زینت بنتا ہے۔

مُرید کو چاہیئے کہ مرشد سے ملاقات کے وقت جوتیاں اتار دے اور پھر پیرومرشد سے صرف سلام ہی پر اکتفاء نہ کرے بلکہ مرشد کی پابوسی کرے اور سر جُھکا لے، دست بوسی بھی کرے، اس فقیر کے خیال میں سوائے پابوسی کے سلام نہ کرے سر جھکا لے اور دست بوسی بھی نہ کرے۔

نماز کی امامت مرشد کو یا سرِحلقہ کو کرنا چاہیئے۔ اگر پیر کا حکم ہو کہ نماز پڑھائے تو فوراً آگے بڑھ جائے کہ اس میں ایک حکمت ہے۔ امامت ختم ہوتے ہی مرید کو چاہیے کہ بہ عجلت تمام اپنی جگہ پر چلا جائے۔ دُعا اور مناجات شیخ کے لئے چھوڑ دے تا کہ وہ دعا و مناجات کرے۔

اگر مرشد یا اکابر کا بچا ہوا پانی یا کھانا مل جائے یا کوئی کھایا ہوا پھل تو اس کو کھڑے ہو کر کھائے اور اسکو ایک نعمت جانے، پیر کا خرقہ جہاں تک ہو سکے بغیر وضو کے نہ پہنے۔ پاخانے یا کسی اور ناپاک جگہ پر اکابر کے خرقہ کو پہن کر نہ جائے جیسا کہ حضرت روزبھان بقلی کا واقعہ ہے کہ وہ ایک گانے والی کی محبت میں مبتلا ہو گئے اور یہ بات کسی اور شخص کو معلوم نہیں تھی اگرچہ وہ حسینہ کے حسن میں حسن حقیقت کا مطالعہ کرتے تھے۔ لیکن اکابر کے خرقہ کو انہوں نے اتار دیا تھا۔ اس محبت کے باوجود ان کا وجد اور وجد میں نعرے لگانا اسی طرح جاری تھا لیکن پہلے وہ آہ و زاری خدا کیلئے تھی اور اب یہ نعرے اور بےقراری اس مغنیہ کے لئے ہوتی تھی، لوگ یہی سمجھتے تھے کہ یہ سب کچھ اللہ کہ محبت میں ہو رہا ہے چنانچہ آپ ایک دن حرم شریف کے صوفیہ کی مجلس میں آئے اور اپنی محبت کا قصہ ان لوگوں سے بیان کر کے کہا کہ میں اپنے حال میں کاذب نہیں بننا چاہتا، اور خرقہ ان کے سپرد کر دیا اور مغنیہ کی خدمت میں آنے جانے لگے۔ لوگوں نے اسے بتایا کہ تم سے محبت کے یہ مدعی ایک عظیم ولی اللہ ہیں۔ یہ سُنکر اس نے توبہ کی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس کیفیت کے پیدا ہوتے ہی مغنیہ کی محبت آپ کے دل سے زائل ہو گئی۔ اس کے بعد آپ مجلس صوفیہ میں دوبارہ آئے اور وہ خرقہ پھر پہن لیا۔

مرشد کا لباس جو ولایت کی خلعت اور اسکی عنایت کا لباسِ فاخرہ ہے اگر قسمت سے مل جائے تو اسکو کبھی نہ دھوئے، ہاں اگر پیر نے وہ لباس زیب تن نہیں کیا ہے تو اس کے دھونے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے، اگر بطور امانت کوئی لباس سپرد کرے تو خیال رکھے کہ وہ لباس پیروں کے نیچے نہ آئے۔

اپنے پیرومرشد کے یہاں حاضری دے یا اکابرین میں سے کسی کے یہاں حاضری کا موقع ملے تو خانقاہ، مسکن یا مکان کا جائزہ نہ لے، مرشد یا اصحاب مرشد کے ساز و سامان کو نہ دیکھے کہ یہ بھی ایک قسم کا سوال کرنا ہوگا۔ اگر کسی ساتھی یا

http://Ashrafi.org

دوست سے کوئی لغزش ہو جائے تو اشارے کنایہ میں تنبیہہ کرے، اگر وضاحت کی ضرورت آہی پڑے تو تنہائی میں اس کا اظہار کرے۔ احباب آپس میں ادب کوملحوظ رکھیں اور یہ جو کہا گیا ہے کہ صحبت بے تکلف ہونا چاہیئے اس سے مراد یہ ہے کہ دوستوں سے اپنی تعظیم کا خواستگار نہ ہو اور نہ خود اپنی طرف سے ایسے ادب کا اظہار کرے سوائے اس صورت کے کہ آپس میں خصوصی روابط ہوں۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ مجھے یہ بات بہت عجب معلوم ہوتی ہے کہ لوگ کہتے ہیں فلاں میرا یار ہے اسلئے کہ یار کا یار ہونا اور یاری کی شرائط بجالانا بہت ہی مشکل کام ہے بلکہ جان سے گذر جانے سے بھی مشکل ہے البتہ یہ کہنا ہم ایک دوسرے کے آشنا ہیں۔

غزل

ای دریغادرزمانہ یارنیست	یارچہ بود درجہان اغیارنیست
زانکہ اغیار ازقیم یارشد	یارکواندر سخن بیدار نیست
شرط ادنیٰ درمیان دوستان	جان سپردن باشداندریارنیست
یار نزدیک ست ازنور دوچشم	لیک درچشم تواین انوارنیست
نور اوتابان ترازخورشید چرخ	ہست چشم موش رادیدارنیست
اشرف آن یارے کہ دیدازچشم خویش	وصف اوراقوت گفتارنیست

ترجمہ:۔ ا۔ ہائے افسوس کہ اس دنیا میں کوئی یار موجود نہیں ہے، یار تو یار ہے اغیار بھی ناپید ہے۔

۲۔ اس لئے کہ اغیار بھی یار ہی کی ایک قسم ہے (کہ وہ یار کا یار ہوتا ہے) لیکن جب یار ہی ناپید ہے تو اغیار کی بات واضح نہیں ہے۔ (یار نہیں تو اغیار کہاں سے آئے گا)

۳۔ دوستوں کے درمیان دوستی کی ادنیٰ شرط جان سپردن ہے (اپنی جان دوست کے حوالہ کر دینا ہے جو کہ اب نہیں پائی جاتی۔

۴۔ حقیقت میں حقیقی دوست تو دو آنکھوں کے نور سے بہت قریب ہے لیکن محرومی کا باعث یہ ہے کہ تیری آنکھوں میں وہ نور نہیں ہے۔

۵۔ وہ نور خورشید فلک سے بھی زیادہ تاباں اور درخشاں ہے لیکن قصور چھچھوندر کا ہے جو اسکو نہیں دیکھ سکتی۔

۶۔ اے اشرف! اس دوست کا نظارہ جس نے بھی کیا ہے وہ اس کا وصف بیان نہیں کر سکتا کہ اس کے وصف کو بیان کرنے کیلئے قوتِ گفتار ہی نہیں ہے۔

آداب لباس

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اس طائفہ علیہ (صوفیہ) کے یہاں آداب لباس یہ ہیں کہ ایسا لباس پہنا جائے جس سے رعونت پیدا نہ ہو۔ صوفیہ کا لباس اُن کے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے ہوتا ہے یعنی لباس جس مقام کے لئے مخصوص ہے وہ مقام حاصل کئے بغیر اسکو پہننا مناسب نہیں ہے۔ مبتدی کے لئے ایسا لباس پہننا جس سے تکبر اور رعونت پیدا ہو بالکل منع ہے۔ منتہی حضرات کیلئے منع نہیں ہے کہ وہ ان مراحل سے

بالاتر ہیں۔ عام طور پر حضرات صوفیہ جو لباس پہنتے ہیں وہی لباس استعمال کرنا چاہیئے، باریک کپڑے پہننے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ بعض حضرات نے اس سلسلہ میں یہ سمجھا ہے کہ باریک تہہ بند پہننے سے روکا گیا ہے، لباس ایسا ہونا چاہیئے جو باریک اور موٹے کے بین بین ہو۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ لباس کی زینت نماز کے لئے مخصوص ہونا چاہیئے۔ لوگوں کے دکھاوے کے لئے نہیں ہونا چاہیئے۔ منقول ہے کہ حضرت سفیان ثوری قدس اللہ سرہٗ نے ایک بار اُلٹا جامہ پہنکر نماز ادا کی، جب وہ نماز پڑھ چکے تو لوگوں نے کہا آپ الٹا جامہ پہنے ہوئے ہیں۔ اسکو سیدھا کر کے پہن لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اب سیدھا کر کے پہننے سے کیا فائدہ؟ میں نماز تو پڑھ چکا اب کیا میں دکھاوے کیلئے سیدھا کر کے پہنوں! مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا۔

شعر

چہ کار آید لباس زیب وزینت — چوبہر دیدن ولدار نبود

ترجمہ:۔ اس لباس کی زیب وزینت سے کیا فائدہ! جو دلدار کے دکھاوے کیلئے نہ ہو۔

لباس کوتاہ ہونا چاہیئے کہ زیادہ پاکیزگی اسی میں ہے خصوصاً ازار (تہہ بند) ٹخنوں سے نیچے نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر موٹا اور کھُر درا کپڑا نفس کشی کے لئے پہنا جائے تو بہتر ہے۔ اگر نفیس کپڑا فقیر کی ستر پوشی کے بقدر ہو تو اسکو کام میں لائے نفیس یا معمولی کپڑے کا پابند نہیں ہونا چاہیئے بلکہ جیسا کپڑا بھی میسر آجائے وہ استعمال کرے۔

حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کسی مخصوص کپڑے کے پابند نہیں تھے کبھی تو وہ دستار باندھتے تھے جو انہوں نے دس دینار میں خریدی تھی اور کبھی اس عمامہ کو باندھتے تھے جس کی قیمت صرف دس پیسے تھی اسی طرح حضرت گنج شکر قدس اللہ سرہٗ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ کے پاس کہیں سے نفیس کپڑا آگیا تھا آپ کا پیرہن آں کپڑے سے قطع کیا گیا لیکن کپڑا کم پڑ گیا۔ اس کمی کو پورا کرنے کیلئے آپ نے پلاس (گزی) دے دیا۔ جب جامہ تیار ہوکر آیا تو اس نفیس ریشمی کپڑے میں پلاس کا بھی ایک ٹکڑا لگا ہوا تھا۔ اصحاب خدمت نے اس پر بہت تعجب کیا تو آپ نے فرمایا کہ ستر دونوں سے یکساں حاصل ہوتا ہے، بہرحال مناسب یہی ہے کہ کپڑا اوسط درجہ کا ہو۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جب چراغدار چراغ روشن کرے (شیخ کی خانقاہ میں خانۂ شیخ میں) تو اس وقت پر صوفیہ میں جو دعا معمولی ہے وہ یہ دعا پڑھے:۔

نور اللّٰہ قلبک بحسن شرادالمحبة والمعرفة.

ترجمہ:۔ اللہ تیرے دل کو شرار محبت و معرفت کے حسن سے نورانی کردے۔

فتوح کا قبول کرنا

اسی سلسلہ میں فتوح کے قبول کرنے کا ذکر چھڑ گیا۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اگر صوفی کا کوئی روزینہ نہ ہو اور کسی کسب سے اسکو روزی حاصل نہ ہوتی ہو تو عبادت الٰہی اور بھائیوں کو نصیحت کرنے کی قوت کو بحال رکھنے کے لئے فتوح قبول کرے۔ ہمارے اسلاف کرام نے فتوح قبول کرنے میں یہ تفتیش ضروری ہے کہ فتوح نذر کرنے والا یہ جو کچھ بطور نذرانہ پیش کر رہا ہے اس کو یہ مال یا شے کس طرح

حاصل ہوئی ہے یعنی اخذ فتوح میں تفتیش کر لینا چاہیئے لیکن بعض مشائخ کرام اخذ فتوح میں صرف معطی حقیقی پر نظر رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو شبہ کے مال سے نہیں کھلواتا ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے تقریباً ان الفاظ میں فرمایا کہ ایک روز ہم حضرت علی ثانی حضرت سید علی ہمدانی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ امرائے لاچین (ترک) میں سے ایک امیر نے دعوت میں بلایا اُس نے حضرت علی ہمدانیؒ کے امتحان اور آزمائش کے لئے مشتبہ طعام تیار کرایا تھا یعنی ایک ضعیفہ سے ایک مرغ زبردستی چھین کر پکوایا تھا اور ایک مرغ وجہ حلال سے (خرید کر) الگ پکوایا تھا۔ امیر نے باورچی سے کہہ دیا تھا کہ حلال اور حرام مرغ کو اسطرح دسترخوان پر رکھنا کہ وجہ حلال سے حاصل کیا ہوا مرغ میرے سامنے ہو اور مشتبہ مرغ شیخ کے سامنے رکھنا، جب کھانا سامنے رکھا گیا تو باورچی یہ بات بھول گیا اور اس نے حلال مرغ حضرت شیخ کے سامنے اور مشتبہ مرغ امیر کے سامنے رکھدیا۔ جب کھانا کھا چکے اور ہاتھ دھونے کے لئے طشت لایا گیا تو اُس وقت امیر نے شیخ علی ہمدانی سے کہا کہ حضرت میر آپ نے کھانے میں احتیاط نہیں ہوتی۔ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حلال کھانے والے کو حلال ہی کھلواتا ہے اور اسوقت بھی ایسا ہوا ہے جب اس بات کی تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ جس ضعیفہ سے یہ مرغ چھینا گیا تھا وہ حضرت کی مریدنی تھی اور اس نے یہ مرغ حضرت کی فتوح میں پیش کرنے کیلئے پرورش کیا تھا اور امیر کے کسی غلام کو بھی یہ بات اُسوقت بتادی تھی اور کہا تھا کہ یہ مرغ ایک درویش کی نذر کا ہے، علاوہ ازیں دوسرا مرغ امیر کے کہنے کے مطابق اس کے سامنے نہیں رکھا گیا بلکہ حضرت شیخ کے سامنے رکھا گیا۔ امیر بہت شرمندہ ہوا، توبہ کی اور حضرت شیخ کے نیازمندوں میں شامل ہوگیا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ زر زکوٰۃ اور غیر شرعی طریقوں سے حاصل کیا ہوا مال فقیر کو قبول نہیں کرنا چاہیئے۔ زکوٰۃ مال کا میل کچیل ہے، علاوہ ازیں فتوح میں جو کچھ حاصل ہو اس کا ذخیرہ نہ کرے۔ نہ صبح کی فتوح کو شام کے لیئے اسی طرح شام کی فتوح کو صبح کے لئے بچا کر نہ رکھے تا کہ وہ اس حکم کو بجالائے۔

الفقر بذل الموجود وترک طلب المفقود.

ترجمہ:۔ یعنی موجود کا خرچ کرنا اور غیر موجود کا ترک کرنا ہی فقر ہے۔

ہاں اگر اکابر کے اعراس یا کسی دوست کا قرض ادا کرنے کے لئے جمع کرے تو روا ہے۔ فتوح کو اصحاب مجلس میں تقسیم کر دینا چاہیئے کہ تحفوں میں سب کا حصہ ہے۔ ''الھدایا مشترک،، یعنی اگر فتوح بصورت لباس حاصل ہو تب بھی سب کو اس میں شریک کرے۔

جب گھر سے کسی شیخ کی زیارت کے لئے نکلے اور راستہ میں کچھ فتوحات میسر آئیں تو سب اُس شیخ کی خدمت میں پیش کرے، ورنہ شرکت سے تو کسی حال میں محروم نہ کرے۔ اکابر وشیوخ کی خدمت میں کبھی خالی ہاتھ نہ جائے، کوئی چیز بطور ہدیہ ضرور ساتھ لے خواہ وہ پھول یا سبزہ ہی کیوں نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من زار کریماً صفر الیدین رجع مصفرّ الخدّین.

ترجمہ:۔جس نے کسی کریم سے خالی ہاتھ ملاقات کی وہ زرد رو ہوکر لوٹا۔

درویش بھی زائر کو کچھ نہ کچھ تبرک ضرور دے چاہے ایک گھونٹ پانی ہی ہو۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من زار حیّاً ولم یذق منہ شیئاً فکانّما زار میّتاً.

ترجمہ:۔جس نے کسی زندہ سے ملاقات کی اور اس کے یہاں کچھ نہ چکھا تو گویا کسی مردے سے ملاقات کی۔

اس سلسلہ میں ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک طالب طریقت کسی عزیز (درویش) کی ملاقات کے لئے روانہ ہوا اس کے پاس پیش کرنے کے لئے کوئی تحفہ موجود نہیں تھا اس نے ایک ڈھیلا ہاتھ میں لے لیا وہاں پہنچکر وہی ڈھیلا پیش کر دیا۔اتفاق سے وہی ڈھیلا اُن درویش کے کام آیا۔

جب ملاقات کرنے والا درویش کی خدمت میں پہنچے اور اسکو کسی کام میں مشغول پائے جیسے دیوار اٹھانا اور جھاڑو دینا وغیرہ (کہ مشائخ نے ہمیشہ یہ کام کئے ہیں) تو زائر کو چاہیئے کہ اس کام میں اس کا ہاتھ بٹائے، جب کوئی شخص جمعہ، چہارشنبہ یا مہینے کی پہلے تاریخ کو از قسم ماکولات واجناس کچھ پیش کرے تو فوراً قبول کرلے اور کھانے کی چیزوں کو فوراً کھالے، اسلئے کہ وہ لوگ جو کچھ پیش کرتے ہیں اس کے ساتھ ایک غیبی نعمت موجود ہوتی ہے جو اثر کرتی ہے **مصرع**

از دست دوست ہر چہ ستانی شکر دہد

ترجمہ:۔دوست کے ہاتھ سے جو کچھ ملتا ہے میٹھا ہوتا ہے۔

اگر فتوح کرنے والا خود موجود ہو تو یہ دعائیہ کلمات کہے:۔

جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا وَتَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنْکَ

اور اگر موجود نہ ہو تو اسطرح کہے:۔

جَزَاہُ اللّٰہُ مَحیْرًا وَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنْہُ.

درویش اگر جامہ یا جائے نماز (مصلّی) پیش کرے تو اللہ کے شکر میں دوگانہ ادا کرے۔اور فتوح میں جو کچھ ملا ہے وہ اپنے شیخ کے حضور میں لے کر حاضر ہو۔درویش جب کسی کی ملاقات کیلئے روانہ ہونے لگے تو خادم اُسکے روانہ ہونے سے پہلے اس بزرگ کو مطلع کردے کہ فلاں آپ سے ملنے کے لئے آرہے ہیں تا کہ عدم ملاقات کا حجاب درمیان سے دور ہو جائے۔

مزارات کی زیارت کرنے کے بعد کسی مریض کی عیادت کو نہیں جانا چاہیئے، اگر جانا بہت ہی ضروری ہو تو راستہ میں دوگانہ ادا کر کے عیادت کے لئے جائے۔عیادت کے وقت مریض سے امید افزا اور حیات انگیز باتیں کرنا چاہیئے اس کے خلاف نہ کرے۔خوشی اور مسرت کی مجلس یا محفل میں غم انگیز باتیں نہیں کرنا چاہیئے اسی طرح نکاح کی مجلس میں

طلاق کا ذکر نہ کرے، غرضیکہ ہر محفل یا مجلس میں وہاں کے ماحول کے مطابق گفتگو کرے، چاندرات کو سفر کے دوران اگر امامت کرنے کا اتفاق ہو جائے تو ایسی آیات کی تلاوت نہ کرے جو عذاب الٰہی یا خشیت الٰہی پر مشتمل ہوں ممکن ہے کہ کوئی شخص تلاوت کی جانے والی آیات سے فال لینا چاہتا ہو۔

اگر کوئی شخص ملاقات میں کنگھا بطور نذرانہ پیش کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ شانہ کسی چیز میں لپٹا ہوا ہو، شانے کو محفوظ کر کے نذر کرے۔ کھلا شانہ قطع محبت کا موجب ہوتا ہے چنانچہ کاغذ یا کپڑے میں لپیٹ کر پیش کرے اسی طرح چھری بغیر غلاف کے نہ دے اس کا بھی دہی اثر ہوتا ہے اور اس کے ساتھ خربوزہ یا گوشت دے کیونکہ یہ دونوں چیزیں چھری سے بہت آسانی سے کٹ جاتی ہیں۔ اسی طرح پانی کا برتن خالی نہ دے (بھر کر دے) مجلس میں سفید ریش درویش کو سیاہ ریش درویش پر مقدم رکھیں (آگے بٹھائیں) اسی طرح مخلوق کو غیر مخلوق پر ترجیح دیں۔ اکابر صوفیہ اپنے احباب کو مصلاّ، تسبیح، شانہ و عصا اور چھاگل وغیرہ جو کچھ دیتے تھے ان میں سے ہر چیز حقیقت اور معنی کی طرف ایک اشارہ ہوتا تھا۔

زیارت قبور

اس مجلس میں زیارت قبور کا بھی ذکر چھڑ گیا تو حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اکابر کی زیارت کے بعد جو مسند ارشاد پر متمکن ہیں، اکابر کے مزارات کی زیارت بھی ضرور کرنا چاہیئے کہ بعض ارباب طریقت اور اصحاب معرفت نے اپنے مقصود حقیقی کو ان قبور کی زیارت و ملازمت ہی سے حاصل کیا ہے چنانچہ حضرت مولانا زین الدین نے حضرت شیخ الاسلام شیخ احمد جامی کی روحانیہ مبارکہ سے رشد و برکات الٰہی و فتوحات نامتناہی حاصل کی تھیں جب وہ شدید ریاضات اور منتخب مجاہدات سے فارغ ہوئے تو شیخ الاسلام جامی کی روح پر فتوح ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے درد کی دوا ہمارے شفاخانہ میں رکھی ہے۔ مولانا زین الدین کا یہ دستور تھا کہ وہ سات سال تک مسلسل پاپیادہ اور اکثر برہنہ پا آپ کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے رہے اور اس گنبد میں جو آپ کے مزار مبارک کے سامنے تھا جا کر کھڑے ہو جاتے اور تلاوت قرآن پاک میں مشغول رہتے۔ اور قدم قدم آگے بڑھتے رہے۔ اسی طرح ایک ایک بڑھاتے بڑھاتے سات سال کی مدت میں آپ کے مزار مبارک تک پہنچے۔ مزار مبارک کے قریب پہنچ کر بھی کچھ وقت کھڑے رہتے کبھی دور اور کبھی نزدیک آخری دور میں بیٹھ جاتے، اُن سے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ بھی آنحضرتؐ کے اشارے کے مطابق تھا۔ اس طرح تیس سال کی مدت میں آپ نے ایک ہزار بار قرآن پاک کا ختم مکمل کرلیا، تب کہیں وہ اپنے منزل مقصود کو پہنچے۔ حضرت شیخ الاسلام کی روحانیہ سے حکم ہوا کہ اب امام رضا رضی اللہ عنہ کے مشہد مقدس کی زیارت کا اہتمام کرو، چنانچہ انہوں نے تعمیل ارشاد کی اور وہاں حاضر ہو کر انہوں نے فیض حاصل کیا اور گونا گوں نوازشوں سے سربلند ہوئے وہاں سے فیضیاب ہو کر وہ طوس کے مزارات مقدسہ کی زیارت کیلئے طوس پہنچے اور وہاں تمام مزارات کی زیارت سے مشرف ہوئے ایک رات وہ حضرت شیخ ابو نصر سراج قدس اللہ سرہٗ کے مزار پر موجود تھے خواب میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: ''کل شہر میں تمہاری ملاقات ایک ایسے درویش سے ہوگی جو عریاں رہتا ہے تم اُن کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کرنا صرف سجدہ نہ کرنا،،۔ جب صبح کو یہ شہر طوس کے اندر گئے تو ان کو شہر میں بابا محمود طوسی مجذوب بالکل اسی شکل و صورت کے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا، سامنے سے آتے ہوئے

http://Ashrafi.org

نظر آئے جیسے ہی انہوں نے مولانا کو دیکھا تو فوراً زمین پر لیٹ گئے اور نمدے سے اپنے سر کو چھپالیا۔ مولانا انکے قریب پہونچے اور کچھ دیر کھڑے رہے، بابا محمود طوسی نے کچھ دیر کے بعد نمدے سے سر باہر نکالا اور کھڑے ہوگئے اور خود کو مخاطب کر کے کہا ''اے محمود! تو ایسے شخص کی تعظیم نہیں کرتا جس سے شیخ ابو نصر سراج کے مزار پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاقات فرمائی اور ان کو تیرا پتہ بتایا۔ آسمان کے فرشتے بھی اُن سے حیا کرتے ہیں۔ مولانا نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور اُن سے کہا جایئے رود بار کے اولیاء آپ کے تشریف لانے کے منتظر ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ میں حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں باریاب تھا کسی شخص نے شیخ قدس اللہ سرہٗ سے سوال کیا کہ بدن کو خاک میں ادراک نہیں ہے، جسم یہ ادراک روح سے کرتا تھا اب دونوں جدا ہوگئے ہیں۔ عالم ارواح میں کوئی حجاب نہیں ہے ایسی صورت میں کسی قبر پر جانے سے کیا حاصل؟ اس لئے کہ جس طرف بھی روح کی جانب توجہ کی جائے وہاں روح موجود ہوگی نہ کہ صرف قبر میں۔ حضرت شیخ نے یہ اعتراض سنکر فرمایا کہ قبر پر جانے کے بہت سے فائدے ہیں ایک تو یہ کہ تم کسی سے ملاقات کیلئے جاتے ہو تو اس میں جس قدر بھی قریب ہوگے اتنی ہی تمہاری جانب اسکی توجہ زیادہ ہوگی۔ دوسرے یہ کہ جب کسی قبر پر جاؤگے اور صاحب قبر کی قبر کا مشاہدہ کروگے تو صاحب قبر بھی پورے طور پر تمہاری طرف متوجہ ہوں گے اور اُن سے زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔ نیز یہ کہ روح کے لئے ہر چند حجاب نہیں ہے اور تمام عالم اس کے لئے یکساں ہے لیکن وہ بدن جس سے وہ ستر سال تک متعلق رہی ہے اور وہ اسی بدن کے ساتھ محشور بھی ہوگی اور پھر ابدالآباد تک اسی بدن میں رہنا ہوگا۔ پس روح اس جگہ کو اپنی نظر میں زیادہ رکھے گی بمقابلہ دوسری جگہوں کے۔ اس صراحت کے بعد حضرت شیخ نے فرمایا کہ ایک بار میں نے اس جگہ قیام کیا جو حضرت جنید قدس اللہ سرہ کی خلوت گاہ تھی۔ اُن کی اس خلوت گاہ سے مجھے ذوق تمام حاصل ہوا۔ کیونکہ اس جگہ کو حضرت جنید کی صحبت سے فیض پہنچا تھا، جب میں اس خلوت گاہ سے باہر نکلا اور حضرت جنید قدس اللہ سرہ کے مزار پر حاضر ہوا تو وہاں مجھے وہ ذوق وکیف حاصل نہیں ہوا۔ میں نے یہ اپنے شیخ (مُرشد) سے عرض کی تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ذوق جو تم کو اس خلوت گاہ میں حاصل ہوا وہ حضرت جنید کے باعث حاصل ہوا تھا یا نہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں اُن ہی کی بدولت نصیب ہوا۔ تب اُنہوں نے فرمایا کہ محض ایک جگہ کچھ عرصہ رہنے کے باعث کہ وہ اپنی تمام عمر میں چند بار ہی وہاں تشریف فرما رہے ہوں گے لیکن محض اس تعلق کے باعث تم کو وہاں سے ذوق حاصل ہوا تو پھر اس جسم سے جس میں وہ روح ایک عرصۂ دراز تک مسلسل رہتی رہی ہے یقیناً زیادہ ذوق حاصل ہونا چاہیئے تھا ممکن ہے کہ تمہاری جس کے کسی اور امر میں مشغول ہونے کے باعث مزار پر تم کو وہ ذوق حاصل نہ ہوا ہو جو خلوت گاہ میں حاصل ہوا۔ ذرا خرقہ کے فیض پر غور کرو کہ جس کو کوئی صاحب دل پہن لیتا ہے تو اس سے کس قدر ذوق اور کیف حاصل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ بدن خرقہ سے نزدیک تر ہے اس سے اور زیادہ ذوق حاصل ہونا چاہیئے الغرض زیارت قبور مشائخ کے بہت سے فائدے ہیں۔ اگر کوئی شخص یہاں سے حضور اکرام صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ ومقدسہ کی طرف توجہ کرے تب بھی فائدہ پائے گا اور اسکو کیف حاصل ہوگا لیکن اگر یہ عمل مدینہ منورہ میں

http://Ashrafi.org

پہنچ کر کرے اور ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سفر کی تکالیف سے آگاہ ہیں، تو جب مدینہ منورہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کلیتہً اس کی طرف متوجہ ہوں گے، اس فائدے کو اُس فائدے سے کیا نسبت؟ اہل مشاہدہ اس بات کی تحقیق کر چکے ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ مرنے والے زیارت کرنیوالے کی آمد سے اور اسکی توجہ سے باخبر ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ عالم ارواح بہت ہی لطیف ہے۔ خصوصیت کے ساتھ حضرات مشائخ و اکابر کی ارواح تو زائر کی معمولی توجہ ہی سے آگاہ اور باخبر ہو جاتی ہے۔

منقول ہے کہ سلطان المشائخ (حضرت نظام الدین اولیاء) حضرت خواجہ قطب الدین اوشی قدس اللہ سرہٗ کے مرقد متبرک کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ پس اُس وقت جبکہ سلطان المشائخ زیارت کے طواف میں معروف تھے انکے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میری اس توجہ سے حضرت خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہٗ کی روح آگاہی اور خبر رکھتی ہے یا نہیں؟ ابھی اُن کے دل میں خطرہ پورا نہیں ہوا تھا کہ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہٗ کے مرقد منور سے ایک آواز بلند ہوئی جس سے فصیح زبان میں اس شعر کا مفہوم واضح ہو رہا تھا

مرا زندہ پندار چون خویشتن　　من آیم بجان گر تو آئی بہ تن

مدان خالی از ہم نشینی مرا　　بہ بینم ترا، گرنہ بینی مرا

ترجمہ:۔ مجھے تم اپنی طرح ہی زندہ شمار کرو کہ تم تو جسم کے ساتھ یہاں آئے ہو اور میں یہاں جان کے ساتھ ہوں۔ مجھے تم اپنی ہم نشینی سے جدا نہ سمجھو میں تم کو دیکھ رہا ہوں اگرچہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ صوفی جب کسی شہر میں داخل ہو تو سب سے پہلے ان اکابر حضرات کی پائے بوسی کی سعادت حاصل کرے جو بفضلہٖ تعالیٰ بقید حیات ہیں۔ اس کے بعد مشائخ و اکابر کی قبور کی زیارت کا شرف حاصل کرے اور اگر زائر کے مُرشد کا مزار اس شہر میں موجود ہے تو سب سے پہلے اس مزار کی زیارت کرے ورنہ جن اکابر کے بارے میں لوگ اسکو مطلع کریں ان کے مزارات کی زیارت کرے، پھر اس کے مرید کی اور اس کے بعد اس کے مرید کی مزار کی زیارت کرے۔

اکابر کے مزارات پر پیشانی رکھنا

اکابر کے مزارات پر پیشانی رکھنے کے بارے میں علماء نے بحث کی ہے اور اس کو جائز قرار نہیں دیا ہے۔ لیکن حضرات مشائخ میں اس سلسلہ میں اختلاف ہے۔ اس فقیر (حضرت اشرف جہانگیر) کے خیال میں جیسا کہ میں نے سیاحت کے دوران بہت سے اکابر کے یہاں مشاہدہ کیا ہے کہ جس کسی ہستی کے ساتھ زندگی میں ادب و تعظیم سے پیش آتے تھے، مرنے کے بعد بھی اسی ادب اور تعظیم کو انہوں نے روا رکھا ہے۔ جیسے والد، استاد، مرشد اور ان جیسے دوسرے بزرگ حضرت جن کی تعظیم واجب ہے لیکن مشائخ کے سامنے زمین پر پیشانی رکھنے کو بعض مشائخ نے روا رکھا ہے اور جب کبھی ان کے کسی مرید نے فرطِ ارادت اور غایت شفقت سے ان کے سامنے اپنی پیشانی زمین پر رکھدی تو

http://Ashrafi.org

انہوں نے مُرید کو اس عمل سے منع نہیں فرمایا لیکن اکثر مشائخ نے اس سے اجتناب کیا ہے اور اپنے مریدوں کو اس سے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ سجدۂ تعظیمی سابقہ زمانے میں جائز تھا اور اب منسوخ ہے۔

لیکن میرے مخدوم (شیخ علاؤالدین گنج نبات) جب نماز جمعہ نماز عیدین سے فارغ ہو کر واپس تشریف لاتے تو ہزاروں لوگو آپ کے قدموں پر سر رکھتے تھے اور وہ لوگ جو آپ کے قدم ہائے مبارک پر سر نہیں رکھ پاتے تھے وہ دور ہی رہ کر زمین پر سر رکھ دیتے تھے۔ ایک ملاّ نے اس سلسلہ میں آپ سے استفار کیا اور کہا کہ یہ بات تو شریعت میں منع ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو لوگوں کو بہت زیادہ منع کرتا ہوں اور باز رکھنا چاہتا ہوں لیکن وہ ایسا کرنے سے باز ہی نہیں آتے۔ مختصر یہ کہ اس طرح آپ نے بہت ہی انکساری کی باتیں فرمائیں۔ طالبانِ صادق اور دوستانِ واثق جب شیخ کے آئینہ (رخ) میں اس جمالِ حقیقی کو دیکھتے ہیں یعنی شیخ کی صورت میں جب حقیقت کا مشاہدہ کرتے ہیں تو بے اختیار ہو کر سر زمین پر رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ **بیت**

سری کودرخور ایثار نبود

مرا با این سری سرد کار نبود

ترجمہ:۔ وہ سر جو ایثار کے قابل نہیں ہے ایسا سر مجھے ہرگز نہیں چاہیئے

اس سجدے کے جواز کے سلسلہ میں بعض اصحاب نے شرعی روایتیں (تاویلیں) بھی پیش کی ہیں مثلاً کتاب الملتقط میں کہا گیا ہے کہ سجدے کی دو طرفیں ہیں (دو طرح کے ہیں) طرف تعظیم و طرف عبادت۔ سجدہ تحیۃ انسان کے لئے ہے اور سجدۂ عبادت صرف اللہ کے لئے ہے۔

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ سجدہ تحیۃ بمنزلہ سلام کے ہے۔ پس شیوخ کے سامنے دونوں رخساروں کو زمین پر رکھنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ سجدہ دو طرح کا ہے۔ سجدۂ عبادت اور سجدہ تحیۃ پس پہلا یعنی سجدۂ عبادت وہ مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کے لئے اور دوسرا یعنی سجدہ تحتیہ کی تکریم بجالانے کے لئے ہے اور اس کے پانچ محل اور مواقع ہیں۔ یعنی سجدۂ تعظیم پانچ موقعوں پر روا ہے۔

۱۔ کسی امت کا اپنے نبی کو

۲۔ مُرید کا پیر کو

۳۔ رعیت کا بادشاہ کو

۴۔ اولاد کا والدین کو

۵۔ غلام کا آقا کو

ان پانچ مواقع پر سجدہ کرنے کی ہرحال میں اجازت ہے۔ جب انسان کسی انسان کو سجدہ تعظیمی کرتا ہے تو وہ کافر نہیں ہوجاتا۔ اسی طرح کوئی شخص بادشاہ یا اُس کے علاوہ کسی انسان کو سجدہ (تعظیمی) کرے اور اس کی نیت صرف تعظیم و تکریم ہو نماز نہ ہو تو وہ کافر نہیں ہوتا۔ یہ تمام تصریحات فتاویٰ قاضی خان وصغیر خانی وتیسرو

http://Ashrafi.org

سراجی وخانی اورکافی میں موجود ہیں (یہ کتب فقہ اہل سنت کی مشہور کتابیں ہیں)۔[1]

کتاب مرصادالعباد میں کہا گیا ہے کہ مشائخ کے سامنے سرکوزمین پر رکھنا سجدہ نہیں ہے بلکہ یہ معبود حقیقی کے اُس نورذات وصفات کی تعظیم وتکریم ہے جومشائخ میں جلوہ گر ہے۔

زیارت قبور

حضرت قدوۃ الکبرا فرمایا کہ جب زیارت قبور کے لئے جائے تو مزار کے پائیں سے داخل ہو اور تین یا سات بار مزار کا طواف کرے، اس کے بعد مزار کے پائیں طرف جاکر تعظیماً سرکوجھکائے، پھر مزار کے سامنے کی طرف بالکل مقابل میں کھڑے ہوکر کہے:

عَلَیْکُمُ السَّلَامُ یَااَھْلَ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِنْ اَھْلِ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ.

(اے اہل لا الہٰ الا اللہ تمہارے اوپر لا الہٰ الا اللہ والوں کی جانب سے سلامتی ہو)

کَیْفَ وَجَدْالُمْ قَوْلَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ؟یَااَللّٰہُ بِحَقِّ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِغْفِرْلِمَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَۃِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا قُبِلْنَا قَوْلَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ.

ترجمہ:۔آپ نے قول لا الہٰ الا اللہ کو کیسا پایا؟ اللہ کلمہ لا الہٰ الا اللہ کے صدقے میں اس کو بخشدے جس نے لا الہٰ الا اللہ کہا اور ہم کو اسی گردہ کے ساتھ اٹھا جس نے لا الہ الا اللہ کہا، اور ہمارے قول لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ کو قبول فرمالے۔

اس کے بعد قبر پر پھول یا سبزہ چڑھائے، اس کے بعد بیٹھکر یا کھڑے ہوکر سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور سورۂ زلزال وتکاثر ایک ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص سات بار یا دس بار پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَحَیٌّ لَایَمُوْتُ اَبَدًا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌہ

بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلُ اللّٰہِ.

یہ دعا پڑھنے کے بعد یہ الفاظ بھی کہے:۔**اللّٰھم قرأت ھذہ القرأۃ وجعلت ثوابھا تحفۃً بروح فلان بن فلان.**

اس کے بعد پھر قبر کے سامنے آئے اور غلاف مزار (چادر) کے نیچے اپنا ہاتھ رکھے اور اپنی حاجت بیان کرے۔

جب مشائخ کی زیارت کے لئے جائے تو بغیر شیرینی، پھول اور سبزہ کے نہ جائے اور اگر پیرومرشد کے مزار پر جائے تو نقدی بھی قبر پر رکھے۔ بعد میں اس نقدی کو مخدوم زادگان کی خدمت میں پیش کرے اور کچھ نقدی بطور ہدیہ مجاوروں کو بھی دے۔ اجتماعی طور پر جب زیارت کے لئے جانا ہو اور سرحلقہ زیارت میں مشغول ہو تو

---

[1] سجدہ عبادت وہ ہے کہ مسجود کو نفع وضرر کا مختار سمجھے جو سوائے حق تعالیٰ کے کسی اور کے لئے نہیں ہے اگر اس نیت سے سجدہ کرے تو کافر اور محض تعظیم کی نظر سے کرے تو بعض کے نزدیک مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک حرام۔

http://Ashrafi.org

دوسرے ہمراہی الگ کھڑے رہیں۔ جب سر حلقہ زیارت سے فارغ ہوجائیں تب دوسرے لوگ نوبت بہ نوبت زیارت سے مشرف ہوں۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ جب کبھی سالک میں حال قبض پیدا ہوجاتا ہے تو اگر اس کا مرشد بقید حیات ہے تو اس کے دیدار سے حال بسط پیدا ہوجاتا ہے ورنہ مرشد کے مزار مبارک کی زیارت سے یا دوسرے مشائخ کے مزارات پر حاضر ہونے سے یہ مقصد حاصل ہوجاتا ہے۔

منقول ہے کہ جب کبھی حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر پر حال قبض طاری ہوتا تھا تو وہ اپنے مرشد ابوالفضل قدس اللہ سرہٗ کے مزار پر چلے جاتے تھے، خواجہ ابوطاہر ابوسعید کہتے ہیں کہ ایک روز ہمارے شیخ پر حال قبض طاری ہوگیا، وہ مجلس میں رونے لگے۔ پھر فرمایا کہ گھوڑا تیار کرو، چنانچہ اسی وقت وہ روانہ ہوگئے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے بہت سے مریدین تھے، جیسے ہی آپ پیر ابوالفضل قدس اللہ سرہ کے مزار پر پہنچے تو آپ کا حال قبض حال بسط میں بدل گیا۔ تمام درویشوں میں شور پیدا ہوگیا، وہاں قوال بھی موجود تھے انہوں نے اس بیت کو پڑھنا شروع کردیا۔

بیت

معدن شادیست این یا معدن جود و کرم
قبلۂ ماروئ یار و قبلۂ ہرکس حرم

ترجمہ:۔ یہ حالت خوشی کے خزانہ میں سے ہے یا جود و کرم کے خزانہ میں سے کہ ہمارا قبلہ ہمارے یار کی صورت ہے جبکہ دوسروں کا قبلہ حرم ہے۔

تمام مریدین شیخ ابوسعید کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے اور شیخ کے مزار کے طواف میں مصروف تھے اور نعرے لگاتے جاتے تھے، کچھ دوسرے درویش سر و پا برہنہ انتہائی وجد کی حالت میں زمین پر لوٹ رہے تھے اُس وقت شیخ ابوسعید نے فرمایا کہ آج کے اس وقوعہ کی تاریخ کو لکھ لیا جائے کہ آج کے دن سے بہتر کوئی دن ہم کو میسر نہیں ہوسکتا ہے۔

بیت

چہ روزست این کہ بہ زین روز نبود
اگر باشد چنین فیروز نبود

ترجمہ:۔ یہ کیسا عمدہ دن ہے کہ اگر ایسا دن نہ ہوتا تو کامیابی نہ ہوتی۔

اس واقعہ کے بعد جب کسی مرید کے دل میں حج کا شوق پیدا ہوتا تھا تو وہ شیخ ابوالفضل کے مزار پر جا کر سات طواف کرلیتا تھا۔ اس قسم کے بہت سے واقعات حضرت قدوۃ الکبرا نے بیان فرمائے۔ بے شک دوسرے بزرگوں کے مزارات سے بھی ایسے ہی فیوض حاصل ہوئے ہیں۔

بیت

ازین حال اگر نیز گردان شوم

زیارت گہ نیک مردان شوم

ترجمہ: اگر ایسا ہی حال پھر ہو جائے تو میں اچھے لوگوں کی زیارت گاہ بن جاؤں۔

مولانا ظہیر الدین جب کبھی گازرگاہ تشریف لے جاتے تو جب وہ گازرگاہ کے پُل کو عبور کر لیتے تو اپنی جوتیاں اتار لیتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھے اولیاء اللہ سے شرم آتی ہے کہ میں جوتیاں پہن کر انکے لحد کے سامنے پاؤں رکھوں۔

حضرت قدوۃ الکبرا بھی جب صالحیہ (دمشق) اور جبل الفتح کے مزارات کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تو پاؤں سے جوتیاں نکال لیتے تھے اور برہنہ پا زیارت فرمایا کرتے تھے۔ یہی صورت ہندوستان میں بھی تھی۔ جب آپ دہلی، بدایوں، سرزمین جائس، بہار، اودھ اور کڑہ کے مزارات کی زیارت کرتے تھے تو ہمیشہ برہنہ پا ہوتے تھے۔ واللہ اعلم

http://Ashrafi.org